

عشور یا درآمدی محصول کی شرعی حیثیت

☆ نسیم اختر

عشور غیر ملکی مال بشمول زرعی اجناس کی ملک میں درآمد پر وصول کیا جانے والا محصول تھا۔ عرب میں قدیم جاہلی معاشرے کے جبارہ جو ٹیکس وصول کرتے تھے اسے بالعموم عشور کے نام سے پکارا جاتا عہد نبوی ﷺ میں اس ٹیکس کا کوئی وجود نہیں تھا باسلامی تاریخ میں اس کی ابتدا حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ہوئی۔ اس زمانہ میں یہ محصول وہی حیثیت اور مقام رکھتا تھا جو آج کل مقامی سطح پر محصول چوگی اور بین الاقوامی سطح پر کسٹم ڈیوٹی کو حاصل ہے۔

معنی و مفہوم:

لغوی اعتبار سے عشور کے معنی ہیں دسویں حصے اور کمی کے ہیں العشور: نقصان (۱) اور یہ عشر (دسواں حصہ) کی جمع ہے۔ و جمع العشر العشور و الا عشر (۲) جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد وہ درآمدی محصول ہے جو کہ تاجروں سے ملک میں آمد کے وقت ان کے سامان تجارت پر وصول کیا جاتا تھا۔

ما كان من اموالهم للتجارة دون الصدقات والذى يلزمهم من ذلك (۳)

(جو کچھ مال) مال تجارت سے ان پر واجب صدقات کے علاوہ وصول کیا جاتا

آج بھی محصول درآمد کئے جانے والے اسباب تجارت پر چوکیوں اور سرحدوں پر وصول کیا جاتا ہے جس کے مقابلہ میں حکومت تاجروں کو امن اور حفاظت کی ضمانت دیتی ہے۔ (۴) گویا کہ عشور حفاظت کے بدلے تاجروں سے وصول کئے جانے والا محصول ہے تاکہ وہ سمندر اور خشکی میں اپنے مال کے ساتھ محفوظ سفر کر سکیں اور انہیں چوروں کا خطرہ نہ ہو (۵) تجارتی اموال پر محصول زمانہ جاہلیت میں بھی وصول کیا جاتا تھا۔ (۶) عرب و عجم کے بادشاہ اپنی سرحدوں پر سے گزرنے والوں سے اس طرح کا ٹیکس وصول کرتے تھے۔ (۷)

ما كانت الملوک تاخذہ منهم (۸)

(یہ وہ محصول ہے جو ان سے بادشاہ وصول کیا کرتے تھے)

اہل مکہ بھی دیگر ہمسایہ ملکوں کی طرح یہ درآمدی محصول لیتے تھے۔ (۹) اور یہ محصول یا ٹیکس عشور کہلاتا تھا اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار کے مطابق عرب میں قدیم جاہلی معاشرے کے جبارہ جو ٹیکس وصول کرتے تھے اسے بالعموم عشور کے نام سے پکارا جاتا۔ (۱۰) دور اسلام میں بھی مذکورہ بالا محصول تجارت پر عشور کا لفظ بولا گیا جو کہ غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا تھا۔

☆

عشور یا در آمدی محصول کی شرعی حیثیت

انما العشور علی الیہود والنصارى و لیس علی المسلمین عشور

(عشور یہود و نصاریٰ سے لیا جاتا تھا مسلمانوں سے نہیں)۔ (۱۱)

سنن ابوداؤد میں بھی اس مفہوم کی حدیث موجود ہے۔ (۱۲) عشور وصول کرنے والا العاشر کہلاتا ہے۔ العاشر: قابض العشر (۱۳) اس کو عاشر بھی کہتے ہیں وہ سَمِی العشار و منه العاشر (۱۴) و كذلك العاشر ومنه قول عیسیٰ بن عمر لابن صیرة وهو یضرب بین یدیه بالسیاط تالله ان کنت الا اثیا با فی اسیفاط قبضها عشار وک (۱۵) اصطلاح میں اس سے مراد وہ شخص ہے جسے حکومت نے محصول تجارت وصول کرنے پر متعین کیا ہو۔ (۱۶) عاشر وہ ہے۔

من نصبه الامام لیاخذ الصدقات من التجار (۱۷)

(جسے امام تاجروں سے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر کرے۔)

مزید وضاحت یہ بھی ہے کہ من یاخذ العشر او نصفه او ربعه سَمِی العاشر (۱۸) تاہم دور اسلام میں جن مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ یا خلفاء راشدین کی طرف سے عشر وصول کرنے کی خدمت انجام دی ان پر بھی عاشر کا اطلاق روا سمجھا گیا لسان العرب میں ہے کہ:

وقد عشر جماعة من الصحابة للنبي ﷺ والخلفاء بعده فيجوز ان يسمى آخذ ذالك

عاشر، الاضافة مايا خذہ الى العشر (۱۹)

(حضور ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے اور آپ کے بعد خلفاء نے عشر وصول کرنے کا کام کیا ہے چنانچہ

ممکن ہے کہ ان پر عاشر کے لفظ کا اطلاق عشر کی طرف اضافت کی وجہ سے کیا گیا ہو۔)

نبی اکرم ﷺ کی متعدد روایات میں اس محصول اور اس کے وصول کرنے والے کے لئے مذمت بھی آئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

احمد والله اذرفع عنکم العشور۔ (۲۰)

(اللہ کے شکر گزار بنو اس نے تم کو عشور معاف کر دیا)

عشور وصول کرنے والے کے متعلق فرمایا:

ان لقیمت عاشر فاقتلوہ۔ (۲۱)

(اگر تمہاری ملاقات عشور وصول کرنے والے سے ہو جائے تو اس کو قتل کرو۔)

ایک اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کا کرم اور فضل اس کی مخلوق پر ہوتا ہے پس وہ جس کو چاہے گا بخش دے گا سوائے بدکار اور عشار کے (۲۲) نبی اکرم ﷺ کی درج بالا اور ان سے ملتی جلتی دیگر روایات سے یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ شاید عشور کے نفاذ کی اسلام اجازت نہیں دیتا دراصل یہ مذمت زمانہ جاہلیت کے اس عشور کی ہے جو کہ ظلم پر مبنی ہوتا تھا لوگوں سے زبردستی اور ظالمانہ طریقہ سے وصول کیا جاتا تھا حدیث مبارکہ ان لقیمت عاشر فاقتلوہ کی شرح میں لکھا گیا ہے کہ:

(۱۲۷)

عشور یا درآمدی محصول کی شرعی حیثیت

ای ان وجدتم من یاخذ العشر علی ما کان یاخذہ اهل جاهلیة مقيماً علی دینہ فاقتلو
لکفرہ۔ (۲۳)

(یعنی اگر تمہارا سامنا کسی ایسے شخص (عاشر جاہلی) سے ہو جائے جو اہل جاہلیت کا سا عشر وصول کرتا ہو تو اسے
قتل کر دو کیونکہ وہ کافر ہے۔)

اس حدیث کے راوی کا کہنا ہے کہ عاشر سے مراد وہ شخص ہے جو ناجائز طور پر صدقہ وصول کرے۔ (۲۴) اسلام میں عشور کی ابتداء
حضرت عمر فاروقؓ نے کی، آپ ایمانی قوت اور دینی بصیرت میں جس مقام و مرتبہ پر ہیں وہاں یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ کے رسول نے کسی
امر سے منع فرمایا ہو اور بعد ازاں آپؓ نے اسے اختیار کر لیا ہو یقیناً یہ سب ممانعت محصول کی نہیں بلکہ اس کے حصول میں کی جانے والی
زیادتی اور ظلم کے سبب سے تھی۔

عشور کی ابتداء:

اسلامی معاشرہ میں اس کا آغاز حضرت عمر فاروقؓ نے کیا (۲۵) اور ایسا دو وجوہات کی بنا پر ہوا:

- ۱- ایران اور روم میں داخل ہونے والے مسلمان تاجروں سے وہاں کی حکومت درآمدی ٹیکس وصول کرتی جبکہ ادھر اسلامی ریاست
میں داخل ہونے والے غیر مسلموں سے کوئی ٹیکس نہ لیا جاتا تو تجارتی توازن غیر مسلموں کے حق میں چلا جاتا غیر مسلموں پر
کوئی ٹیکس نہ ہونے کی وجہ سے ان کی اشیاء سستی ہوتی تھی اور مسلمان تاجروں کی اشیاء مہنگی ہو کر صارفین تک پہنچتی تھیں چنانچہ
حاکم بصرہ حضرت موسیٰ بن اشعریؓ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو اس صورت حال سے مطلع کیا تو آپ نے حکم دیا کہ تم بھی ان سے
اسی طرح (عشور) وصول کرو جس طرح وہ ہمارے مسلمان تاجروں سے کرتے ہیں۔ (۲۶)
- ۲- مینج کے عیسائیوں نے جو اس وقت تک اسلام کے محکوم نہیں ہوئے تھے خود حضرت عمرؓ کے پاس تحریری درخواست بھیجی کہ ہمیں ۵
عشور ادا کرنے کی شرط پر عرب میں تجارت کرنے کی اجازت دیجائے حضرت عمرؓ نے صحابہ کے مشورہ سے یہ تجویز منظور کر لی اور
یہ حربی قوم تھی جس سے عشور وصول کیا گیا، عشور کی وصولی کے لیے حضرت عمرؓ نے خشکی اور تری سے آنے والے راستوں
مثلاً مصر، شام اور عراق وغیرہ کی سرحدوں پر باقاعدہ محصول خانے (چونگیاں) قائم کئے۔ (۲۷) شرعی اعتبار سے آپ کے اس
فیصلہ کو اجماع کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام کی موجودگی میں تھا اور کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی لہذا صحابہ کا
اس پر اجماع منعقد ہو گیا۔ (۲۸) فقہاء کرام اس درآمدی محصول کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ محصول اسلامی
ریاست کی اس حفاظت کا معاوضہ ہے جو وہ درآمد کنندگان کو مہیا کرتی ہے۔

العاشر من ینصبہ الامام علی الطريق لیاخذ الصدقات من التجار وتا من التجار بمقامہ
من اللصوص۔ (۲۹)

عشور یا در آمدی محصول کی شرعی حیثیت

(عاشورہ ہے جس کو امام نے تاجروں سے صدقات (عشور) وصول کرنے اور انہیں چوروں سے بچانے کے لئے راستوں پر متعین کیا ہو۔)

بلا تفریق مسلم اور غیر مسلم پر عشور کا نفاذ اور اس کی شرح:

ابتدا میں عشور صرف حریوں پر عائد کیا گیا تھا لیکن بعد ازاں حضرت عمرؓ نے اس کو تمام مسلمانوں اور ذمیوں تک پھیلا دیا۔ کیونکہ تاجر اپنے مال کا تجارتی محصول خریدار سے وصول کر لیتا ہے اور پھر اگر یہ محصول حربی تاجروں سے وصول کیا جائے اور ذمیوں یا مسلمان تاجروں سے وصول نہ کیا جائے تو لازماً مسلمان اور ذمی کا مال تو سستا ہونے کی بنا پر بک جائے گا جبکہ حربی کو مال مہنگا ہونے کی بنا پر (ٹیکس کی وجہ سے) نقصان اٹھانا پڑے گا چنانچہ تجارتی توازن کو قائم رکھنے کے لئے حضرت عمرؓ نے یہ در آمدی محصول بلا تفریق مذہب و ملک ہر تاجر پر عائد کر دیا لیکن مسلمانوں کے لئے حیثیت سامان تجارت پر زکوٰۃ کی تھی اور غیر مسلموں کے لئے سامان تجارت پر محصول کی..... جیسا کہ مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ:

العاشور یاخذ مما یمر به المسلم علیہ الزکاة اذا استجمعت شرائط الوجوب۔ (۳۰)
یعنی عاشور مسلمان تاجر سے تو اس کے مال پر وجوب زکوٰۃ کی شرائط پوری ہونے کی صورت میں زکوٰۃ وصول کرے گا.....

کتاب الاموال میں عشور کو غیر مسلموں سے وصول ہونے والے خراج کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ (۳۱) امام ابو یوسف کے ہاں بھی مسلمانوں سے چنگی کے طور پر جو کچھ لیا جائے گا اس کی نوعیت زکوٰۃ کی ہوگی جبکہ ذمی اور حربی افراد سے وصول کی جانے والی چنگی کی نوعیت خراج کی ہوگی۔ (۳۲) مسلمان سے لیا جانے والا عشور زکوٰۃ اور ذمی اور حربی سے لیا جانے والا جزیہ میں شمار ہوگا اور انہی مصارف پر خرچ بھی کیا جائے گا۔ (۳۳) بعض اہل علم کے نزدیک عشور کی حیثیت مال فنی کی ہے جو غیر مسلموں سے مصالحت کے تحت حاصل کیا جاتا ہے۔

ذلک کلہ بمنزلة الفنی لانه صلح و لیس بمنزلة الصدقة انما هو فنی للمسلمین بمنزلة

الخروج والجزية۔ (۳۴)

علامہ الکاسانی لکھتے ہیں کہ ”گزرنے والے تاجر کی تین حالتیں ہیں یا تو وہ مسلم ہوگا، یا ذمی ہوگا اور یا حربی ہوگا۔ اگر گزرنے والا تاجر مسلمان ہے تو عاشور (عشور وصول کرنے والا) اس سے اموال تجارت میں سے ربع العشر (یعنی ۱/۴۰) لے گا۔ اس لئے کہ مسلم سے جو لیا جاتا ہے وہ بطور زکوٰۃ لیا جاتا ہے لہذا اموال تجارت میں زکوٰۃ کی واجب شدہ مقدار کے مطابق لیا جائے گا یعنی ۱/۴۰ اور اسے مصرف زکوٰۃ میں صرف کیا جائے گا اور اس کے مال سے اس سال زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر وہ ذمی ہے تو اس سے نصف العشر یعنی ۱/۲۰ لیا جائے گا اور شرائط زکوٰۃ پر لیا جائے گا لیکن اسے جزیہ اور خراج کی جگہ صرف کیا جائے گا اور اس وصولی سے اس تاجر پر عائد شدہ اس سال کا جزیہ ساقط نہیں ہوگا لیکن بنو تغلب کے نصاریٰ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور اگر وہ حربی ہے تو اس سے اتنا لیا جائے گا جتنا وہ

عشور یا درآمدی محصول کی شرعی حیثیت

(اپنے ملک میں) مسلم تاجروں سے لیتے ہیں اگر معلوم ہو کہ اپنے ملک میں ہم سے $1/20$ لیتے ہیں تو ان سے بھی اتنا ہی لیا جائے گا اور اگر وہ $1/20$ لیتے ہیں تو ہم بھی $1/20$ لیں گے اور اگر وہ $1/10$ لیتے ہیں تو ہم بھی $1/10$ لیں گے لیکن اگر یہ معلوم نہیں کہ وہ اپنے ملک میں ہم سے کتنا لیتے ہیں تو پھر ان سے $1/10$ لیا جائے گا۔ (۳۵)

حضرت عمرؓ نے عشور عائد کرتے وقت اس کی شرح خود ہی متعین کر دی تھی کہ ذمیوں سے بیسواں حصہ، مسلمانوں سے ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم اور حربیوں سے وہی کچھ وصول کرو جو وہ ہم سے لیتے ہیں۔ (۳۶) یحییٰ بن آدم نے بھی یہی بات دہرائی ہے کہ:

خذ منهم (حربی) اذ دخلوا لینا مثل ذلك العشر، وخذ من تجار اهل الذمه نصف العشر وخذ من المسلمين من مائتين خمسة فما زاد فمن كل اربعين درهما درهما۔ (۳۷)

یہ کہ حربی جب ہماری سرحدوں میں داخل ہوں تو ان سے اسی عشر کی طرح لے لو، اہل ذمہ کے تاجروں سے نصف عشر، مسلمانوں سے ہر دو سو درہم پر پانچ درہم لو اور اس سے زائد پر ہر چالیس درہم پر ایک درہم.....

امام سرخسی لکھتے ہیں۔

”لاءن عمر بن الخطاب لما نصب العشار قال لهم خذوا مما يمر به المسلم ربع العشر ومما يمر به الذمی نصف العشر فقیل له فکم ناخذ مما يمر به الحربی فقال کم یاخذون منا فقالوا العشر فقال خذوا منهم العشر“۔ (۳۸)

(حضرت عمر بن خطابؓ نے جب عشور جمع کرنے والوں کو مقرر کیا تو انہیں کہا جو مسلمان تمہارے پاس سے گزرے اس سے عشر کا چوتھائی اور جو ذمی گزرے اس سے نصف عشر لینا، آپ سے دریافت کیا گیا کہ حربی سے ہم کتنا لیں تو آپ نے پوچھا کہ وہ ہم سے کتنا لیتے ہیں؟ کہا گیا کہ وہ تو عشر لیتے ہیں فرمایا تم بھی ان سے دسواں حصہ لینا۔)

قاضی ابو یوسف بھی عشور کی یہی شرح بیان کرتے ہیں۔

”مسلمانوں پر دو سو درہم میں سے پانچ درہم، ذمی پر دس درہم اور حربی پر بیس درہم واجب ہوتے ہیں جب سونے پر چنگی واجب ہو تو اس میں سے بھی اسی حساب سے لیا جائے گا مسلمانوں سے (۲۰ مثقال سونے میں سے) نصف مثقال ذی سے ایک مثقال اور حربی سے دو مثقال“۔ (۳۹)

عشور کا نصاب:

محصول عشور کی وصولی کے لیے ضروری ہے کہ مال تجارت دو سو درہم مالیت یا اس سے زیادہ ہو اس سے کم پر عشور وصول نہیں

کیا جائے گا۔

عشور یا در آمدی محصول کی شرعی حیثیت

ولا یؤخذ من اقل من مائتی درہم شیء

(دوسودرہم سے کم پر کوئی عشور نہ لیا جائے گا)۔ (۴۰)

اہل مال خواہ مسلمان ہو، ذمی یا حربی۔ اگر عاشر کو دوسودرہم سے کم مال پیش کیا جائے تو اس میں سے وہ کچھ نہیں لے گا۔ اسے لینے کا حق صرف تب ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ اس کے گھر میں اتنا مال اور موجود ہے جو اس کی ضروریات کی تکمیل کے لیے کافی ہے اور جس پر سال گذر چکا اور یہ مال اس کے گھر میں موجود مال کے علاوہ ہے۔ اور جو کچھ اسے پیش کیا گیا وہ نصاب پر پورا نہیں اترتا تو وہ اس میں سے کچھ نہیں لے گا خواہ پیش کرنے والا مسلم ہو یا ذمی اور کتاب زکوٰۃ میں حربی کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ (۴۱) تاہم حربی کے حوالہ سے اختلاف پایا جاتا ہے کہ حربی اگر ہم سے دوسودرہم سے کم لیں گے تو ہم بھی ان سے کم لے لیں گے..... اگر وہ ہم سے سارا مال لیں گے تو ہم بھی ان سے ایسے ہی لیں گے۔ (۴۲) امام یوسف کے ہاں بھی شرط ہے کہ مال دوسودرہم یا بیس مثقال سونے کی قیمت سے کم نہ ہو۔

”ہر اس مال تجارت پر جسے لے کر لوگ محصل چوگی کے پاس سے گزریں اور جس کی مجموعی قیمت دو سے درہم یا اس سے زیادہ ہو چوگی لی جانی چاہئے اسی طرح اگر مال کی قیمت بیس مثقال سونے کے برابر ہو تو اس سے چوگی لی جائے گی اور اس سے کم ہو تو نہ لی جائے گی۔“

اور مزید یہ وضاحت بھی کی کہ:

”تاہم اگر بار بار محصل چوگی کے سامنے سے گزرے مگر ہر بار اس کے پاس دوسودرہم سے کم کا مال ہو تو اس سے کچھ

وصول نہیں کیا جائے گا چوگی کا حساب لگانے کیلئے مختلف دفعات کے مال کو باہم جمع نہیں کیا جائے گا۔“ (۴۳)

اہل عراق میں سے بعض کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ذمی پر عشور کے لئے نصاب کی حد دوسودرہم ہے اور امام مالک کی رائے ہے کہ ذمی کیلئے نصاب کی کوئی حد نہیں کم یا زیادہ جتنا بھی مال ہو اس پر عشور وصول کیا جائے گا۔ (۴۴) لیکن فقہاء کرام کی اکثریت دوسودرہم پر متفق ہے۔

عشور کی وصولی:

حضرت عمر فاروقؓ نے تاجروں پر محصول عائد کرتے وقت انہیں یہ سہولت دی تھی کہ یہ محصول ان سے سال میں صرف ایک

مرتبہ ہی وصول کیا جائے گا۔

ولا یؤخذ منهم فی السنة الامرة

(ان سے سال میں صرف ایک ہی بار لیا جائے گا)۔ (۴۵)

ایک ہی مال پر اس سے سال میں ایک دفعہ سے زیادہ عشور نہیں لیا جائے گا خواہ وہ اسے لے کر کتنی بار ہی آمد و رفت کیوں نہ کرے۔“ (۴۶) ایک نصرانی روم سے اپنے گھوڑے سمیت آیا تا کہ اس کو بیچ سکے اس نے اس کا عشور عاشر کو ادا کیا لیکن پھر وہ اس کو بیچ نہ پایا تو اس نے دارالحرب واپس جانا چاہا تو عاشر نے اس سے پھر محصول طلب کیا اس نے گھوڑا عاشر کے پاس ہی چھوڑا اور مدینہ

(۱۳۱)

عشور یا در آمدی محصول کی شرعی حیثیت

جا کر سیدنا عمرؓ سے ماجرا بیان کیا اور جب وہ واپس عاشر کے پاس پہنچا تو عمرؓ کا خط اس سے نقل پہنچ چکا تھا جس میں حضرت عمرؓ نے عاشر کو لکھا:

ان اخذت مرة فلا تاخذ مرة اخرى۔ (۴۷)

(اگر تم ایک دفعہ عشور وصول کر چکے ہو تو دوبارہ مت لو)

کتاب الخراج میں ہے اگر وہ نیا مال لے کر آئے تو پھر دوبارہ چنگی لی جاسکتی ہے۔ (۴۸) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے حکام کو ہدایت کی تھی کہ:

”عشور لے لینے کے بعد پھر انہیں رسید لکھ دیا کرو تاکہ اس مال میں سے اس کے منافع پر کوئی زکوٰۃ ایک سال

تک نہ لی جائے لیکن اگر مال کے علاوہ کوئی اور (نیا) مال لے کر گزرے تو اس پر عشور لیا جائے گا۔“ (۴۹)

موظا امام مالک میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے محصل مصر کو لکھا کہ جن سے عشور وصول کر لو انہیں رسید دیا کرو:

واكتب لهم بم تاخذ منهم كتابا مثله من الحول۔ (۵۰)

(اور جو کچھ تم لو اس کی رسید تمام سال کے واسطے لکھ دو۔)

لیکن حربی کے لیے یہ خصوصی حکم ہے کہ اگر ایک بار چنگی وصول کئے جانے کے بعد وہ دوبارہ دارالحرب واپس چلا جائے اور مہینہ بعد پھر اس کا گزر محصل چنگی کے پاس سے ہو، اور اگر اس کے پاس بقدر نصاب مال ہے تو پھر چنگی لی جائے گی کیونکہ دارالحرب میں داخل ہوتے ہی دارالاسلام کے قوانین اس پر ساقط ہو جاتے ہیں۔ (۵۱)

عشور سے مستثنیٰ اشیاء:

(۱) عشور صرف مال تجارت پر عائد ہوگا۔

الف۔ محصل چنگی کے یہاں سے گزرنے والے مال اگر تجارت کے لیے نہ ہو تو اس پر کوئی محصول عائد نہیں ہوگا۔

ب۔ اگر کوئی مسلمان بھیڑ، بکری، گائے، بیل یا اونٹ لے کر گزرے اور محصل چنگی سے یہ کہے کہ یہ چرنے والے (سائمنہ) مویشی نہیں ہیں تو اس سے حلف لیا جائے گا اور حلف اٹھا لینے پر اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

ج۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی غلہ لے کر گزرے اور کہے کہ یہ میرے ذاتی کھیت کا ہے یا کھجور لے کر گزرے اور کہے کہ یہ میرے اپنے درختوں کی کھجور ہے تو اس سے چنگی نہیں لی جائے گی۔“ (۵۲)

یہ محصول (عشور) صرف تجارتی اسباب اور کھلی ہوئی چیزوں پر لیا جاتا تھا کسی کے اسباب کی تلاش کا حکم نہ تھا۔ (۵۳) حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا کہ کسی کی تلاش نہ لی جائے۔ (۵۴)

۲۔ اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ وہ اپنے مال تجارت کی زکوٰۃ ادا کر چکا ہے یا یہ کہ اس کے سامان تجارت پر ایک سال نہیں گزرا ہے تو اس سے عشور وصول نہیں کیا جائے گا۔

عشور یا در آمدی محصول کی شرعی حیثیت

”وہ مقروض ہے یا یہ کہ اس کے مال مویشیوں کے لئے ہے اگر وہ قسم کے ساتھ کہے کہ ان میں زکوٰۃ واجب نہیں

ہے تو اس سے کچھ بھی نہیں لیا جائے گا۔“ (۵۵)

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی رائے میں:

”اگر کوئی محصول چنگی سے حلف اٹھا کر یہ کہے کہ میں نے اس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے تو اس کی بات مان لی

جائے گی اور اسے محصول سے بری رکھا جائے گا لیکن اگر کوئی ذمی یا حربی یہ بات کہے تو اسے تسلیم نہیں کیا جائے

گا کیونکہ ان پر زکوٰۃ واجب ہی نہیں ہوتی کہ وہ اسے ادا کرنے کا دعویٰ کر سکیں۔“ (۵۶)

حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو ہدایت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اس کے اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے تو اس کی تفتیش مت کریں

بلکہ قسم کے ساتھ اس کی بات مان لیں۔ (۵۷)

۳۔ ذمی اور حربی کے متعلق حکم ہے کہ:

”ذمی کی بات کو بھی اسی طرح تسلیم کیا جائے گا جیسے کہ مسلمان کی بات کو، کیونکہ وہ ہمارے ملک میں رہتا ہے

لیکن حربی کی بات کو تسلیم نہیں کیا جائے گا بیشک اگر وہ کہتا ہے کہ اس کے مال پر ابھی سال نہیں گزرا تو اس کے

اس قول کو قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسے ہمارے ملک رہتے ہوئے ابھی سال نہ گزرا ہو۔

اگر وہ کہے کہ دارالحرب میں اس پر قرض ہے تو اس سے ہمارے ملک میں کچھ طلب نہ کیا جائے اور اگر وہ کہے کہ

وہ تجارت کے لیے نہیں آیا حالانکہ وہ ہمارے ملک میں تجارت کے ارادہ سے ہی آیا ہے۔“ (۵۸)

ان آخری سب صورتوں میں اس سے عشور وصول کیا جائے گا۔

۴۔ مکاتب اور یتیم کے مال سے عشور وصول نہیں کیا جائے گا کیونکہ انکے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے۔

”ولا تجب الزکاة فی کسب المکاتب ولا فی مال یتیم۔“ (۵۹)

(یتیم اور مکاتب کی کمائی میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی)

۵۔ غلام جو اپنے آقا کا مال یا اپنا ذاتی مال لے کر گزرے دونوں صورتوں میں اس مال کی حیثیت یکساں ہے اس سے اس وقت تک

چنگی نہیں لی جائے گی جب تک کہ اس کا مالک موجود نہ ہو۔ (۶۰)

۶۔ پھلوں پر عشور کی وصولی کے متعلق امام ابو حنیفہ کا خیال ہے کہ اگر کوئی تاجر انار، خر، بوزہ، کلثری، سفرجل نامی ایرانی پھل اور انگور اور

انجیر تجارت کیلئے خریدتا ہے اور اس کا نصاب بھی پورا ہے تو ان سے عشور وصول نہیں کیا جائے گا بلکہ مالک بذات خود اس کی زکوٰۃ

ادا کرے جبکہ صاحبین کا کہنا ہے کہ اگر یہ سب کچھ تجارت کیلئے ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے تو اس سے عاشر زکوٰۃ وصول کرے

گا۔“ (۶۱) امام ابو یوسف کی بھی یہی رائے ہے کہ اگر پھل تجارت کے لئے اور بقدر نصاب ہو تو عشور وصول کیا جائے گا۔ (۶۲)

۷۔ حرام اشیاء کے عشور سے متعلق حکم ہے کہ ان کی قیمت کا حساب لگا کر نقدی میں عشور وصول کیا جائے گا۔

(۱۳۳)

”جب ذمی لوگ محصل چنگی کے پاس شراب یا سور لے کر آئیں تو ان کی قیمت لگائی جائے گی قیمت کا حسب ذمی لوگ خود لگائیں گے اسی قیمت کے حساب سے ان سے بیسواں حصہ وصول کیا جائے گا اسی طرح اگر حربی لوگ شراب یا سور لے کر گزریں تو ان کی قیمت کا حساب لگا کر اسی حساب سے دسواں حصہ وصول کیا جائے گا۔“ (۶۳)

حوالہ جات

- ۱- ابن منظور الافریقی (م ۱۱ھ)، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۹۵۵ء، ۴: ۵۶۹۔
- ۲- الزبیدی، محمد مرتضیٰ (م ۱۲۰۵ھ)، تاج العروس، التراث العربی، الكويت ۱۳: ۵۷، المنجد (عربی اردو)، دارالاشاعت کراچی، ص: ۶۵۴۔
- ۳- ابن منظور، م، ۴: ۵۷۰۔
- ۴- التھانوی محمد علی بن علی الفاروقی (م ۱۱۹۱ھ)، کشف اصطلاحات الفنون، سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳ء، ۲: ۹۶۰۔
- ۵- شامی ابن عابدین، محمد امین (م ۱۲۵۲ھ) حاشیہ رد المحتار علی الدر المختار، بالمطبعة الکبریٰ الامیریہ مصر ۱۳۳۳ھ، ۲: ۴۰۔
- ۶- ابن منظور، م، ۴: ۵۷۰۔
- ۷- ابو عبید القاسم بن سلام (م ۲۲۳ھ) کتاب الاموال، المکتبۃ العلمیہ، لاہور، ص: ۵۲۹۔
- ۸- ابن منظور، م، ۴: ۵۷۰۔
- ۹- ابن خلدون، عبدالرحمن، (م ۸۰۸ھ) تاریخ ابن خلدون، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۶۶ء، ۲: ۵۳۵۔
- ۱۰- عبدالنبی کوکب، عشر (مقالہ)، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۶ء، ۱۳: ۳۳۷۔
- ۱۱- الترمذی، ابو یوسف محمد بن عیسیٰ (م ۲۷۹ھ)، صحیح سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب لیس علی المسلمین جزئیہ، المکتبۃ الاسلامیہ بیروت، ۱۹۸۸ء، ۱: ۱۹۷۔
- ۱۲- ابوداؤد سلیمان بن اشعث (م ۲۷۵ھ) سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفیء باب فی تعشیر اهل الذمہ اذا اختلفوا بالتجارۃ، دار الفکر بیروت، ۱۶۹: ۳۔
- ۱۳- الزبیدی، م، ۱۳: ۵۷۰۔
- ۱۴- ابن منظور، م، ۴: ۵۷۰۔
- ۱۵- الزبیدی، م، ۱۳: ۴۵۔
- ۱۶- التھانوی، م، ۲: ۹۶۰/ ابن منظور، م، ۴: ۵۷۰۔
- ۱۷- شامی، م، ۴: ۳۹۔
- ۱۸- شامی، م، ۴: ۳۹۔
- ۱۹- ابن منظور، م، ۴: ۵۷۰۔
- ۲۰- ابن منظور، م، ۴: ۵۷۰۔
- ۲۱- ابو عبید، م، ص: ۵۲۸۔

عشور یا در آمدی محصول کی شرعی حیثیت

- ۲۲۔ شامی، من، ۲: ۲۰۔
- ۲۳۔ الزبیدی، من، ۱۳: ۴۵۔
- ۲۴۔ ابو سعید، من، ص: ۵۳۰۔
- ۲۵۔ ابو سعید، من، ص: ۵۳۴۔
- ۲۶۔ یحییٰ بن آدم القرشی، (م ۲۰۳ھ) کتاب الخراج، المکتبۃ العلمیۃ لاہور، الطبعة الاولى، ص: ۱۹۸۔
- ۲۷۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم (م ۱۸۲ھ) کتاب الخراج، المکتبۃ السفیۃ القاہرہ ۱۳۳۶ھ، ص: ۱۶۱۔
- ۲۸۔ اکاسانی، علاء الدین ابوبکر بن مسعود (م ۵۷۸ھ) بدائع الصانع فی ترتیب الشرائع، سید کمپنی کراچی، ۱۹۱۰ء، ۲: ۳۹۔
- ۲۹۔ السرخسی، شمس الدین، (م ۲۸۳ھ) المبسوط، باب العشر، مکتبۃ التجاریۃ مکہ مکرمہ ۱۹۹: ۳۔
- ۳۰۔ ایضاً۔
- ۳۱۔ ابو سعید، من، ص: ۱۶۔
- ۳۲۔ ابو یوسف، من، ص: ۱۶۰۔
- ۳۳۔ شامی، من، ص: ۲: ۲۰۔
- ۳۴۔ یحییٰ بن آدم القرشی، من، ص: ۳۳۔
- ۳۵۔ اکاسانی، من، ۲: ۳۹-۳۸۔
- ۳۶۔ ابو سعید، من، ص: ۵۳۳۔
- ۳۷۔ یحییٰ بن آدم القرشی، من، ص: ۱۹۸۔
- ۳۸۔ السرخسی، من، ۳: ۱۹۹۔
- ۳۹۔ ابو یوسف، ص: ۱۵۹۔
- ۴۰۔ یحییٰ بن آدم القرشی، من، ص: ۲۳۔
- ۴۱۔ السرخسی، من، ۳: ۲۰۰۔
- ۴۲۔ السرخسی، من، ۳: ۱۹۹۔
- ۴۳۔ ابو یوسف، من، ص: ۱۵۸۔
- ۴۴۔ ابو سعید، من، ص: ۵۳۵۔
- ۴۵۔ یحییٰ بن آدم، من، ص: ۲۳۔
- ۴۶۔ ابو سعید، من، ص: ۵۳۵۔
- ۴۷۔ السرخسی، من، ۳: ۲۰۱۔
- ۴۸۔ ابو یوسف، من، ص: ۱۶۲۔

عشور یا در آمدی محصول کی شرعی حیثیت

- ۴۹۔ ابو سعید، من، ص: ۵۳۸۔
- ۵۰۔ مالک بن انس، (م ۱۷۹ھ) الموطا، کتاب الزکاة، زکوة العروس، دار الفکر بیروت۔
- ۵۱۔ ابو یوسف، من، ص: ۱۵۹/یحییٰ بن آدم، من، ص: ۱۹۸۔
- ۵۲۔ ابو یوسف، من، ص: ۱۵۹۔
- ۵۳۔ ابن خلدون عبدالرحمن، (م ۸۰۸ھ) تاریخ ابن خلدون، مترجم حکیم احمد حسین الہ آبادی، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۶ء، ۱: ۳۹۵۔
- ۵۴۔ ابو یوسف، من، ص: ۱۶۱۔
- ۵۵۔ السرخسی، من، ص: ۲۰۰:۳۔
- ۵۶۔ ابو یوسف، من، ص: ۱۶۰۔
- ۵۷۔ السرخسی، من، ص: ۲۰۰:۳۔
- ۵۸۔ السرخسی، من، ص: ۲۰۰:۳۔
- ۵۹۔ السرخسی، من، ص: ۲۰۰:۳۔
- ۶۰۔ ابو یوسف، من، ص: ۱۶۰۔
- ۶۱۔ السرخسی، من، ص: ۲۰۵:۳۔
- ۶۲۔ ابو یوسف، من، ص: ۱۶۰۔
- ۶۳۔ شامی، من، ص: ۴۳:۲۔